صدر مملکت کی خدمت میں کھلا خط!

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۰ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم!

۱۴؍جون ۲۰۰۹ء میں چک نمبر ۳؍ارٹانوالی ضلع ننکانہ میں ایک دل دوز سانحہ ہوا، اس کی تفصیل یہ ہے کہ اس گاؤں کے ایک زمیندار کے فالسہ کا باغ ہے۔ علاقہ کی عورتیں فالسہ کے باغ سے پھل توڑتی ہیں اور اپنی مزدوری لیتی ہیں۔ ان عورتوں میں آسیہ نام کی ایک مسیحی خاتون بھی تھیں۔ جو اس گاؤں کے ایک سابق فوجی عاشق مسیح کی اہلیہ ہے۔ عاشق مسیح کے گھر میں پہلے سے آسیہ کی بڑی بہن بھی موجود ہے۔ عاشق نے پہلے بڑی بہن سے شادی کی۔ اس سے جوان اولاد ہے ان میں سے بعض کی شادی بھی ہو چکی ہے۔ یہ اب بھی زندہ ہے اور عاشق مسیح کے عقد میں ہے۔ اس دوران میں انہوں نے اپنی اہلیہ کی چھوٹی بہن آسیہ سے شادی بھی رچائی۔ اب دونوں بہنیں ایک شخص کے عقد میں ایک ساتھ رہ رہی ہیں۔

فالسہ کا پھل توڑنے والی عورتوں میں مسلمان عورتیں عافیہ اور عاصمہ سگی بہنیں بھی شریک تھیں۔ آسیہ مسیحی عورت نے عافیہ وعاصمہ کے گلاس سے پانی پیا۔ ان دونوں بہنوں نے اس گلاس سے پانی پینے کی بجائے پیالی میں پانی پیا۔ اس کا آسیہ نے برا منایا اور پھر اس نے رحمت عالم ﷺ کی ذات گرامی سے متعلق دلخراش، اہانت آمیز کلمات کہے۔ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ کی آنحضرت ﷺ سے شادی مبارک کے بارے میں بھی سخت اہانت آمیز، تحقیرانہ انداز میں واہی تباہی بکی۔ گاؤں کی دونوں مسلمان عورتیں عافیہ وعاصمہ نے یہ سنا تو رونا شروع کر دیا۔ زمیندار جس کا باغ تھا اس کے بیٹے محمد افضل کو انہوں نے یہ واقعہ سنایا۔ اس نے خود آسیہ مسیحی عورت سے بھی پوچھا تو اس ملعونہ نے اعتراف کیا کہ واقعی رحمت عالم ﷺ اور سیدہ خدیجۃ الکبریٰ کو اس نے گالیاں بکی ہیں۔ رفتہ رفتہ بات گاؤں میں پہنچی۔ گاؤں کے امام قاری سلیم نے گاؤں کے لوگوں کی موجودگی میں اس ملعونہ سے پوچھا تو بھی اس ملعونہ نے حضور علیہ السلام کی اہانت کا برملا اعتراف کیا اور ساتھ معافی چاہی۔ گاؤں کی پنچائت نے قرار دیا کہ یہ ملعونہ خود اعتراف جرم کرتی ہے اور یہ جرم ایسا ہے جس کی کوئی مسلمان معافی نہیں دے سکتا۔ لہٰذا اس ملعونہ ملزمہ کو قانون کے سپرد کیا جائے۔

یہ پنچائت ۱۹؍جون ۲۰۰۹ء کو ہوئی۔ چنانچہ پنچائت کی تحقیقات کے بعد مقدمہ نمبر ۳۲۶/۰۹ زیر دفعہ ۲۹۵سی تھانہ صدر ننکانہ میں درج ہوا۔ اسی روز پولیس نے ملعونہ آسیہ کو گرفتار کر لیا۔ مقدمہ کی تفتیش ایس پی انوسٹی گیشن شیخوپورہ سیّد محمد امین بخاری نے کی۔ انہوں نے مدعی اور ملزم دونوں پارٹیوں کا موقف سنا۔ گواہوں کے بیانات قلمبند کئے اور اپنی آزادانہ تحقیقات میں ملعونہ آسیہ کو گناہ گار قرار دے کر چالان مکمل کر کے عدالت کے سپرد کیا۔ جناب محمد نوید اقبال ایڈیشنل جج کی عدالت میں ڈیڑھ سال کیس چلتا رہا۔ استغاثہ کے گواہان پیش ہوئے۔

صفائی کے گواہ پیش ہوئے۔ مدعی وملزمہ کے وکیل پیش ہوئے۔ سماعت مکمل ہونے کے بعد فاضل جج نے جرم ثابت ہونے پر ۸رنومبر ۲۰۱۰ء کو اسے سزا موت اور ایک لاکھ روپیہ جرمانہ کی سزا سنائی۔ اس سزا کے خلاف مجرمہ آسیہ نے ہائیکورٹ میں اپیل دائر کر دی۔

اس دوران میں کلیسائے روم کے پوپ بنی ڈکٹ نے اخبارات کے ذریعہ مطالبہ کیا کہ اس ملعونہ کو رہا کیا جائے۔ پہلے بھی اٹلی اور برطانیہ کے کلیسائے روم میں نصف درجن سے زائد ملعونین مجرمان کو محفوظ رہائش گاہیں اور روزگار فراہم کیا گیا۔ افغانستان کا مرتد عبدالرحمٰن، مصر کی ملعونہ کمیلا شاہنا، بحرین کا ملعون یاسر الحبیب، کابل کا صحافی احمد، سب کلیسائے روم کے تحت مختلف ممالک جیسے اٹلی وغیرہ میں پناہ گزین ہیں۔

دنیائے مسیحیت کے پوپ ہمیشہ اہم انٹرنیشنل لیول کے مسائل پر اظہار خیال کرتے ہیں۔ شخصی معاملات میں مداخلت ان کے منصب کے خلاف سمجھی جاتی ہے۔ اس بار انہوں نے اس ملعونہ کے شخصی کیس میں مداخلت کی۔ نتیجہ میں پاکستان کے مختلف بشپ صاحبان بھی اس ملعونہ کی رہائی کے لئے بیانات داغنے، اپیل کرنے لگے۔ گویا مسلمانوں کے درپے آزار ہوئے۔

جناب صدر مملکت صاحب! پاکستان پیپلز پارٹی کے گزشتہ عہد اقتدار میں بھی یہ واقعہ تاریخ کا حصہ ہے کہ ایک سزا یافتہ ملزم کو جیل سے راتوں رات رہا کر کے بیرون ملک بھجوا دیا گیا۔ چنانچہ اس کے بعد پورے ملک میں غیر مسلموں کی طرف سے اہانت رسول کے واقعات ہونے لگے۔ ان ملعونوں نے حکومت پاکستان اور کلیسائے روم کے طرز عمل سے باور کر لیا کہ باہر کے ملکوں کے ویزا ونیشنیلٹی کے لئے آسان راستہ یہ ہے کہ پیغمبر علیہ السلام کو گالیاں دو، اور ایف آئی آر کو بنیاد بنا کر باہر کا آسانی سے ویزا حاصل کرو۔ کلیسائے روم اور مسیحی این جی اوز سے کوئی پوچھے کہ چودہ سو سال سے پیغمبر علیہ السلام، قرآن مجید کے پیروکار، امت محمدیہ سیّدنا مسیح علیہ السلام کی صفائی کے وکیل کا کردار ادا کر رہے ہیں۔ یہودیت کے بالمقابل چودہ سو سال سے اور ڈیڑھ سو سال سے قادیانی چیف گرو مرزا غلام احمد قادیانی کے بالمقابل کہ یہ دونوں (یہودی وقادیانی) سیّدنا مسیح علیہ السلام کو گالیاں دیں۔ اہانت کریں اور مسلمان ان کے مقابل میں سیّدنا مسیح علیہ السلام کی عزت وآبرو کی پاسبانی کریں۔ آج اس کا کلیسائے روم اہل اسلام کو یہ بدلہ چکا رہا ہے کہ پیغمبر علیہ السلام، قرآن مجید، امت مسلمہ کا شکریہ ادا کرنے کی بجائے پیغمبر اسلام کو گالیاں دینے والوں کی حوصلہ افزائی کر رہا ہے اور پیغمبر اسلام کی عزت وناموس کے قانون کو ختم کرنے کی مہم زوروں پر ہے۔ کوئی پوپ صاحب سے پوچھے کہ جناب کیا مغربی ممالک میں سیّدنا مسیح علیہ السلام کی عزت کا قانون موجود نہیں؟۔ اگر ہے اور یقیناً ہے تو وہ صحیح، اور پیغمبر اسلام کی عزت کا قانون غلط؟۔ آخر یہ دہرا معیار کیوں؟۔ اور پھر طرفہ یہ کہ پاکستان میں تحفظ ناموس رسالت کا قانون تمام انبیائے صادقین کی عزت وناموس کے تحفظ کے لئے بنایا گیا ہے۔ بایں ہمہ اس پر تنقید کرنا، سیخ پا ہونا اور اس کو ختم کرانے کے درپے ہونا اور اس کی تنسیخ کے لئے مہم جوئی کرنا۔ سخت افسوس ناک امر ہے۔

صدر مملکت پاکستان! جن حکومتوں نے پہلے اہانت رسول کے مجرمان کو بیرون ملک بھجوایا ان کا انجام دنیا نے

دیکھ لیا اور اگر اب کسی نے اسی کردار کو دہرایا تو ان کا انجام دنیا دیکھ لے گی۔ اس لئے کہ ”باخدا دیوانہ و با محمد ہشیار باش۔“

جناب عزت مآب صدر مملکت! کیا کیا جائے اس کا کہ ادھر کلیسائے روم بولا، ادھر امریکا نے نعرہ لگایا کہ ملعونہ آسیہ کے خاندان کے لئے امریکا ویزا دینے کو تیار ہے۔ جناب! کبھی نہ بھولیئے وہی امریکا جس نے ڈاکٹر عافیہ صدیقی مسلمان خاتون کو نمونہ عبرت بنایا ہوا ہے۔ وہی امریکا ایک مسیحی ملعونہ گستاخ رسول آسیہ کو پناہ دینے کے لئے تیار ہے۔ آپ کے نمائندہ ہمارے پنجاب کے گورنر جناب سلمان تاثیر کو یہ توفیق تو نہ ہوئی کہ مسلم بیٹی عافیہ کی خبر گیری کرے۔ لیکن یہ صاحب بہادر ۲۰ نومبر ۲۰۱۰ء کو ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ میں جاتے ہیں۔ پریس کانفرنس کرتے ہیں۔ ملعونہ آسیہ کو تھپکی دی جاتی ہے۔ اس کی وکالت کا فریضہ گورنر پنجاب انجام دیتے ہیں۔ تیار درخواست پر اس کے دستخط گورنر صاحب کراتے ہیں۔ اس کی درخواست آنجناب (صدر مملکت) کی خدمت میں خود لے جانے کا اعلان عام ہوتا ہے اور گورنر صاحب کا یہ ارشاد ہوتا ہے کہ میں نے تحقیق کر لی ہے یہ وقوعہ غلط ہے۔ گویا پنچائت کا فیصلہ غلط۔ جناب سلمان تاثیر صاحب (سلمان رشدی کی بات نہیں ہو رہی گورنر پنجاب کا ذکر مبارک ہو رہا ہے) بیرنی دنیا کے سامنے پاکستان کا کیا نقشہ پیش کرتے ہیں کہ پاکستان کا پنچائتی نمبردارانہ نظام، پولیس، عدلیہ سب غلط ہیں۔ جناب تاثیر کی یہ پرتاثیر پاکستان کی خدمت تاریخ کا حصہ بن گئی ہے۔ مدتوں اسے گورنر بنانے کے آپ کے مبارک فیصلہ کو خراج تحسین پیش کیا جاتا رہے گا۔

صدر مملکت! آپ سے درخواست ہے کہ اگر فیصلہ غلط ہے تو ہائیکورٹ پھر سپریم کورٹ اور پھر نظر ثانی کے تمام مراحل کو یکسر نظر انداز کر کے یہ کیا جا رہا ہے کہ عدلیہ کو گورنری کے عہدہ کی طرح یوں بے توقیر نہ کیا جائے۔ یہ ملک کی خیر خواہی سے میل نہیں کھاتا۔ جان کی امان ملے تو عرض کرنا چاہوں گا کہ جب اس پر ننکانہ صاحب میں ہڑتال ہوئی۔ وکلا نے ہڑتال کی۔ عدالتوں کا بائیکاٹ ہوا۔ عوام سڑکوں پر آئے۔ گویا جہاں وقوعہ وہاں کے سواد اعظم نے گورنر پنجاب کے موقف کو یکسر مسترد کر دیا۔ پنجاب بار کونسل نے گورنر کے اس اقدام کو توہین عدالت قرار دیا۔ خود وزیر اعظم پاکستان نے اس اقدام کو خلاف قانون تسلیم کیا۔ جب سب نے اس موقف کے کذب پر مہر تصدیق ثبت کر دی تو گورنر صاحب نے دوسرا موقف اختیار کیا کہ یہ ضیاء الحق کا قانون ہے۔ بھٹو صاحب کا قانون نہیں۔ لہٰذا یہ کالا قانون ہے۔

صدر مملکت صاحب! غور فرمائیے یہ کیا فرمایا جا رہا ہے؟۔ ضیاء الحق کی آڑ میں انبیائے صادقین علیہم السلام بالخصوص پیغمبر اسلام ﷺ کی عزت و ناموس کے تحفظ کے قانون کو کالا قانون کہا جا رہا ہے۔

اس قانون کو تبدیل کرنے کے لئے شہباز بھٹی اعلان کر چکے ہیں۔ این جی اوز، عاصمہ جہانگیر، رانجھا صاحب پتہ نہیں کون کون میدان میں اترے کہ قانون کو ختم کیا جائے۔ ان کا جواب ریٹائرڈ جسٹس وجیہ الدین نے یہ دیا کہ پورے یورپ میں توہین رسالت کے قوانین موجود ہیں۔ وہاں کیوں احتجاج نہیں ہوتا؟۔ اور راجہ ظفر الحق صاحب نے کہا کہ یہ قانون رہنے دیا جائے۔ اس کی موجودگی کا ملزم کو ہی فائدہ ہوتا ہے۔ ورنہ جہاں وقوعہ وہاں ردعمل کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔

لیکن ان معقول جوابات کے باوجود قانون تحفظ ناموس رسالت ختم کرانے والوں کے جذبات میں جوار بھاٹے کا ابھی تک جوبن موجود ہے۔ محترمہ شیریں رحمان نے قومی اسمبلی میں بل جمع کرایا ہے کہ اس قانون کو ختم یا تبدیل کردیا جائے۔ کسی وقت اس قانون کو ختم کرنے کی سازش پروان چڑھ سکتی ہے۔ اور وہ دلیل یہ لا رہے ہیں کہ یہ قانون غلط استعمال ہوتا ہے۔

محترم صدر مملکت! آپ سے بہتر کون جانتا ہوگا کہ اور کون سے قانون ہیں جو غلط استعمال نہیں ہوتے۔ پھر ان کو ختم کرانے کے لئے ہلہ گلہ کیوں نہیں ہورہا؟۔ مانا کہ بعض بدنصیبوں نے اسے غلط استعمال کیا ہوگا۔ کیا پولیس کی معاونت کے بغیر غلط درج ہوسکتا ہے؟۔ نہیں! تو پھر پولیس کی سزا کی بات کیوں نہیں ہوتی۔ قانون کی مخالفت کیوں کی جاتی ہے؟۔ تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ مدعی و پولیس آنکھیں بند کرکے غلط کیس درج کراتے ہیں تو جناب آپ عدالتوں کے بارے میں کیا ارشاد فرمائیں گے؟۔ آخر وہاں جا کر ملزم کی بے گناہی ثابت ہوجائے گی۔ تو غلط کیس درج کرانے والوں کے بارہ میں دفعہ ۱۸۲ سے کام نہیں لیا جاسکتا۔ پورے سسٹم کی موجودگی کے باوجود عدالتی فیصلے کو یوں سبوتاژ کرنا کہ اپیلوں کے فیصلوں سے قبل اس کو رہا کرنا۔ اس کے تصور سے بھی جسم پر کپکپی طاری ہوتی ہے۔

محترم جناب زرداری صاحب! آپ ذرا تصور فرمائیں۔ خدا کرے کہ آپ کے عہد حکومت میں محترمہ بے نظیر کے قتل ناحق کے ملزم سزایاب ہوجائیں۔ ان کی اپیل آپ کے پاس آجائے۔ کیا عدالتوں کے فیصلوں کے باوجود آپ ملزموں کی سزا معاف کردیں گے؟۔

یقیناً اس کا جواب نفی میں ہے تو پھر توجہ فرمائیں کہ محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ سے کہیں زیادہ رحمت دو عالم ﷺ کی ذات اقدس کا ایک مسلمان حکمران پر حق ہے۔ آپ اس سے چشم پوشی نہ کریں۔ ورنہ یہ تو حقیقت ہے کہ دنیا چند روزہ ہے۔ ایک اور عدالت بھی ہے اس عدالت کے فیصلہ کو بائی پاس نہ کیا جاسکے گا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین!